20677 ـ کیا شریعت اسلامیہ میں عورت کا حکمران بننا جائز ہے ؟

سوال

کیا شریعت اسلامیہ میں عورت کا حکمران بننا جائز ہے، میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید سے دلیل دی جائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

پہلے تو ہم سوال کرنے والے بھائی کا قرآن مجید کے دلائل کی معرفت اور ان کی اتباع و پیروی کی حرص رکھنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں، لیکن ہر مسئلہ میں لازم نہیں کہ اس کی خاص دلیل قرآن مجید سے ہو، بلکہ بہت سے احکام ایسے ہیں جو سنت نبویہ صحیحہ سے ثابت ہیں، اور قرآن مجید سے ثابت نہیں، اور مسلمان شخص پر ضروری اور واجب ہے کہ وہ قرآن و سنت دونوں کی اتباع و پیروی کرے.

فرمان باری تعالی ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، اور اپنے حکمرانوں کی، اور اگر کسی چیز میں تم اختلاف کرو تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ تمہارے لیے انجام کے لحاظ سے بہتر اور اچھا ہے النساء (59).

تو اللہ تعالی نے اس آیت میں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے، اور متنازعہ مسائل کو اپنی کتاب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر لوٹانے کا حکم دیا ہے.

اور ایك مقام پر فرمان باری تعالی ہے:

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو حکم تمہیں دیں اسے مان لیا کرو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے رك جایا کرو، اور اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو، بلا شبہ اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے الحشر (7).

اور ابن ماجۃ رحمہ اللہ تعالی نے مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" قریب ہے کہ ایك وقت آئے ایك شخص اپنے تکیہ پر سہارا لیے ہوئے میری احادیث میں سے ایك حدیث بیان کرے، تو یہ کہے: ہمارے اور تمہارے مابین اللہ عزوجل کی کتاب ہے، اس میں جو کچھ ہم حلال پائیں گے اسے ہم حلال مانیں گے، اور جو کچھ اس میں حرام پائیں گےاسے ہم حرام مانیں گے، خبردار! بلاشبہ اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حرام کیا ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالی نے حرام کیا ہے"

سنن ابن ماجۃ حدیث نمبر (12)علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الجامع حدیث نمبر (8186) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

دوم:

کتاب و سنت کے دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لیے ولایت عامہ کا منصب جائز نہیں، مثلا خلافت، اور وزارت، اور قضاء جج وغیرہ.

ذیل میں اس کے قرآن وسنت سے دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

1 ـ قرآن مجید سے دلائل:

فرمان باری تعالی ہے:

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایك کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں النساء (34).

قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

قولہ تعالی: مرد عورتوں پر حاکم ہیں.

یعنی: وہ ان پر خرچ کرتے ہیں، اور ان کا دفاع اور حفاظت کرتے ہیں، اور اس لیے بھی کہ مردوں میں ہی حکمران اور امیر اور جہاد و قتال اور جنگ کرنے والے ہوتے ہیں، اور یہ عورتوں میں نہیں ہوتا. اھـ

دیکھیں: تفسیر القرطبی (5 / 168).

اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

یعنی مرد عورت پر قیم اور نگران ہے، یعنی وہ اس کا رئیس اور بڑا اور اس پر حاکم ہے، اور جب وہ ٹیڑھی ہو جائے تو اسے سیدھا کرنے والا ہے.

اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایك کو دوسرے پر فضیلت دی ہے.

یعنی: کیونکہ مرد عورت سے افضل ہے، اور مرد عورت سے بہتر ہے، اسی لیے نبوت مردوں کے ساتھ خاص ہے، اور اسی طرح بڑی حکمرانی اور بادشاہت بھی.

اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ قوم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات کا نگران عورت کو بنا لیا"

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے.

اور اسی طرح قضاء اور جج کا منصب بھی. اھـ

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر (1 / 492).

2 ـ سنت نبویہ سے دلائل:

ابو بکرۃ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اہل فارس نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران اور بادشاہ بنا لیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ قوم کبھی بھی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات کا نگران ایك عورت کو بنا لیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4163).

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس میں دلیل ہے کہ عورت حکمرانی نہیں کر سکتی اور وہ اس کی اہل نہیں، اور کسی بھی قوم کے لیے اسے حکمران بنانا حلال نہیں، کیونکہ ان پر ایسے کام سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو ان کی عدم فلاح اور ناکامی کا باعث ہو.اھـ کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

دیکھیں: نیل الاوطار للشوکانی (8 / 305).

اور ماوردی رحمہ اللہ تعالی وزارت کے متعلق کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اور عورت کے لیے یہ منصب جائز نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ قوم كبھی بھی كامياب نہيں ہو سكتی جس نے اپنے معاملات عورت كے سپرد كر ديے"؛

اور اس ليے بھی كہ اس ميں رائے طلب كی جاتی ہے، اور عزم كی پختگی بھی ہوتی ہے جس سے عورتيں كمزور ہيں، اور معاملات خود طے كرنے ميں ظاہر بھی ہونا پڑتا ہے جو كہ عورتوں كے ليے ممنوع ہے. اھـ

ديكھيں: الاحكام السطانيۃ (46).

اور ابن حزم رحمہ اللہ تعالى خلافت كے متعلق كلام كرتے ہوئے كہتے ہيں:

اور اس ميں كسی كا اختلاف نہيں كہ يہ عورت كے ليے ناجائز ہے. اھـ

ديكھيں: الفصل فی الملل و الاھواء والنحل (4 / 129).

اور الموسوعۃ الفقھيۃ ميں ہے:

فقھاء كرام كا اتفاق ہے كہ امام اعظم كی شروط ميں سے ہے وہ مرد ہو، لھذا عورت كے ليے حكمرانی صحيح نہيں، كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" وہ قوم ہرگز كبھی بھی كامياب نہيں ہو سكتی جس نے اپنے معاملات عورت كی سپرد كر ديے"

اور (مرد اس ليے ہے) تا كہ وہ مردوں سے ميل جول ركھ سكے، اور حكمرانی كے معاملات نپٹانے كے ليے فارغ ہو؛ اور اس ليے بھی كہ اس منصب ميں بہت سے خطرناك اعمال پائے جاتے ہيں، اور بہت زيادہ تھكا دينے والے كام ہيں، جو صرف اور صرف مرد كے لائق ہيں. اھـ

ديكھيں: الموسوعۃ الفقھيۃ (21 / 270).

شيخ عبد العزيز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالى سے مندرجہ ذيل سوال دريافت كيا گيا:

خالص شريعت اسلاميہ ميں عورت كا اپنے آپ ملك كی سربراہ يا حكومت كی سربراہ، يا وزيراعظم كی نامزدگی كے ليے پيش كرنے كا حكم كيا ہے؟

تو شيخ رحمہ اللہ تعالى كا جواب تھا:

عورت كو حكمران بنانا، اور اسے مسلمانوں كی عام سرداری كے ليے اختيار كرنا جائز نہيں، اس پركتاب و سنت اور اجماع دلالت كر رہا ہے:

کتاب اللہ میں فرمان باری تعالی ہے:

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے النساء (34).

اور آیت میں مذکور حکم عام ہے جو کہ مرد کی اس کے خاندان میں حکمرانی اور ذمہ داری کو شامل ہے، اور اسی طرح عام حکمرانی تو بالاولی شامل ہو گی، اور اس حکم کی مزید تاکید آیت میں وارد تعلیل سے ہوتی ہے کہ آیت میں عقل اور رائے اور حکم اور سرداری کی دوسری اشیاء کی افضلیت ہے.

اور سنت نبویہ سے دلیل یہ ہے کہ:

کہ جب فارسیوں نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران اور بادشاہ بنا لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ قوم ہرگز کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیے"

اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے.

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث عورت کی عمومی امارت اور حکمرانی کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طرح کسی صوبے اور ملک کی حکمرانی کی حرمت پر بھی؛ کیونکہ یہ سب کچھ اس کی عمومی صفت ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو حکمران بنانے کی کامیابی اور فلاح کی نفی کی ہے، اور فلاح و کامیابی خیر و بھلائی میں کامیابی ہوتی ہے.

خلفاء راشدین کے عہد مبارک میں امت اور تین صدیوں کے آئمہ کرام جن کے بارہ میں خیر و بھلائی کی شہادت دی گئی ہے نے عملی اجماع کیا کہ عورت کو نہ تو قضاء کا منصب دیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی امارت و حکومت کا منصب، حالانکہ اس دور میں ایسی عورتیں بھی تھیں جو دینی علوم میں بہت زیادہ ماہر تھیں، اور علوم قرآن، اور علوم حدیث، اور احکام میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا، اور ان سے مسائل دریافت کیے جاتے تھے، بلکہ اس دور میں تو عورتوں نے امارت اور اس کے ساتھ منسلک دوسرے مناصب اور عام عہدوں کی طرف جھانکا تک بھی نہیں.

پھر عام شرعی احکام تو عورت کی امارت کے متعارض ہیں، کیونکہ امارت اور حکمرانی میں حالت تو یہ ہوتی ہے کہ حکمران اور امیر اپنی رعایا کے حالات معلوم کرتا رہتا، اور امت کے افراد اور جماعتوں سے میل جول رکھتا ہے، اور بعض اوقات جہاد میں فوج کی قیادت بھی کرتا ہے، اور دشمنوں کے ساتھ معاہدے وغیرہ کرنا ہوتے ہیں، جو عورت کے حالات کے مناسب نہیں ہوتے، اور وہ احکام جو اس کی عزت بچانے کے لیے مشروع کیے گئے ہیں، اور اسے مبغوض قسم کے چھچھورے پن سے اس کی حفاظت کرنا.

اور یہ بھی ہے کہ: عقل سے حاصل ہونے والی مصلحت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عمومی مناصب اور عہدے

عورت کے سپرد نہ کیے جائیں، کیونکہ سرداری اور منصب پر آنے کے لیے عقلی کمال اور پختگی اور تیزی اور قوت ارادی اور حسن تدبیر اور معاملہ فہمی کا ہونا ضروری ہے.

اور یہ صفات ایسی ہیں جو عورت میں نہیں، بلکہ وہ ناقص العقل، اور فکری کمزوری، کے ساتھ ساتھ نرمی اور مہربانی جیسی قوت کے ساتھ پیدا ہوئی ہے، تو اسے اس منصب اور عہدے کے لیے اختیار کرنا اور چننا مسلمانوں کی خیر خواہی اور نصیحت کے لیے نہیں، اور نہ ہی اس میں انہیں عزت و تکریم اور تمکنت حاصل ہوتی ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے. اھـ

ماخوذ از: مجلة الدعوة (عربی) عدد نمبر (890).

واللہ اعلم .